سہ ماہی مجلہ تعلیم و تحقیق، جلد ۲: ، شمارہ: ۴ اکتوبر۔ دسمبر

فلاحی ریاست میں عہدہ داروں کے انتخاب کا معیار سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Selection Criteria of Welfare State's Officers in the Light of Seerat-un-Nabi (PBUH)

ڈاکٹر محمد شاہد◆
ڈاکٹر غلام حیدر◆
ڈاکٹر احمد رضا◆

Abstract

Social, Political and Economic growth of a state is based on its officers. Competent officers lead the state up to the mark very fast by solving its problems efficiently while the incompetent officers harm the state socially, politically and economically and accordingly destroy the peace of state.

In Islam, merit is necessary in selection of officers. It considers the selection of ineligible person as betrayal with ALLAH, Prophet and the Muslims.

Islam gives the criteria for eligibility of an officer. Some important qualities are as under;

An Officer should be honest in financial matters, well-wisher of whole public, consultant in important matters of state, softener for public, facilitator for his colleagues and public, justice in all matters, capable of his own opinion to solve the problems, calm, behavior with public as he behave with himself, capable of dealing the public problems immediately and promoter of merit.

We can solve our many problems of state and public by adopting the above-mentioned criteria in selection of Officers.

◆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ حدیث وعلوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، Shahid_edu98@yahoo.com
◆ لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد، ghmaghrana@gmail.com
◆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فکر اسلامی، تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Key Words: Selection Criteria, Welfare State, Officers, Eligibility, Merit.

کسی بھی قوم کے عروج وزوال میں بنیادی کردار کلیدی مناصب پر کام کرنے والے افراد کا ہوتا ہے۔اگروہ عہدہ کے اہل ہیں تو قوم اور معاشرہ ترقی کرتا ہے اگروہ اس منصب کے اہل نہیں ہیں تو قومی ترقی کا عمل نہ صرف رک جاتا ہے بلکہ امن وامان بھی قائم نہیں رہتا۔سیرت طیبہ میں جہاں ہر مسئلہ کے حل کے لیے راہ نمائی موجود ہے وہاں ریاست کے عہدہ داروں کے انتخاب کے لیے بھی راہ نمائی موجود ہے۔

قرآن کریم میں عہدہ داروں کے انتخاب کا بنیادی معیار بتایا گیا ہے کہ وہ اس منصب وعہدہ کے اہل ہوں[1]۔ ارباب اختیار کو حکم دیا گیا ہے کہ عہدے امانت ہیں یہ ان لوگوں کے سپرد کیے جائیں جو اس کے اہل ہیں۔اس اہلیت کی تفصیلات اسلامی تعلیمات میں موجود ہیں جو کہ مختلف مناصب کے لیے مختلف ہیں۔

فلاحی ریاست کے لیے ضروری ہے کہ عہدہ داروں کے انتخاب میں انتہائی احتیاط سے کام لے اگر اس میں لاپروائی یا کسی اور وجہ سے نااہل افراد کا انتخاب ہوا تو منتخب کرنے والے کے لیے وعید ہے کہ :"مِنْ شَرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللَّه يوم الْقِيَامَة عبدٌ أَذْهب آخرتَهُ بدُنْيَا غَيْره"[2] "لوگوں میں بدترین مقام اللہ کے یہاں اس بندہ کا ہے جَواپنی آخرت دوسَرے کی دنیا کی خاطر برَباد کرَے"

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے فلاح کے کچھ ضابطے مقرر فرمائے ہیں۔افراد جب تک خلوص نیت اور خدمت خلق کے جذبے سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں تو تائید خداوندی بھی ان کے ساتھ شامل حال رہتی ہے اور جب انسان ان ضابطوں سے روگردانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد واعانت ختم ہو جاتی ہے اور انسان نہ صرف خود مشکلات کا شکار ہوتا بلکہ دوسروں کے لیے مشکل کا باعث ہوتا ہے۔عام طور پر جب بھی کوئی کسی کی میرٹ کے خلاف تقرری کرتا ہے تو وہ بدترین لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

مستدرک حاکم کی ایک روایت میں میرٹ کے خلاف تقرری کو خیانت قرار دیا گیا ہے۔

1۔ النساء:۵۸

2۔ ابن ماجة، محمد بن يزيد (المتوفي۲۷۳ھ)،السنن،كتاب الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما (کراچی: قديمي کتب خانہ مقابل آرام باغ)ص:۲۸۵،حدیث نمبر۳۹۵۶-

آپ ﷺ کا فرمان ہے: "مَن استعمل رجلًا مِنْ عصَابَة وفِي تلْكَ الْعصَابَة من هو أَرضَى لله مِنْهُ فَقَدْ خانَ اللَّه وخانَ رسولَه وخانَ الْمُؤْمنينَ"[3] جس نے کسی جماعت میں سے ایک شخص کو ان پر حاکم بنایا جبکہ انہی میں ایسا شخص بھی تھا جو اللہ کو اس سے زیادہ راضی کرنے والا تھا تو انتخاب کرنے والے نے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مومنین سے خیانت کی۔

اس روایت میں میرٹ کی خلاف ورزی کا وبال ذکر کیا گیا ہے کہ یہ خلاف ورزی اللہ اور اس کے رسول اور تمام مومنین کے ساتھ خیانت ہے۔ کسی اور عمل پر اتنی بڑی خیانت کا مرتکب نہیں ٹھہرایا گیا کیونکہ اس تقرری سے نہ صرف احکام شریعت متاثر ہوتے ہیں بلکہ عام مسلمانوں کے حقوق بھی متاثر ہوتے ہیں۔

کنزالعمال میں حضرت عمر کا ایک قول ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے کہ: "من استعمل فاجرا وهو يعلَم أَنَّه فَاجرٌ، فَهُوَ مثْلُهُ"[4] "جس نے کسی فاجر کو سرکاری منصب تفویض کیا حالانکہ اس کو اس کے فاجر ہونے کا علم ہے تو وہ خود بھی اس کی طرح ہے"۔

مذکورہ روایات سے انتخاب کا اختیار رکھنے والے فرد، کمیٹی یا بورڈ کی ذمہ داری معلوم ہوتی ہے کہ اگر وہ انتخاب میں دیانت داری سے کام نہیں لیں گے تو ان کے لیے سخت وعید ہے۔ دنیا میں بھی اس کا وبال ہوگا اور آخرت میں بد ترین مرتبہ ہوگا۔ تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ جب تک عہدہ داروں کی تقرری میں دیانت سے کام لیا گیا ریاست نے ہمیشہ ترقی کی اور اس سے ریاستی استحکام ہوا۔

1. عہدہ داروں کی صفات:

اسلام جہاں دیگر معاشرتی امور میں راہ نمائی فراہم کرتا ہے کہ وہاں ریاست کے استحکام، داخلی و خارجی امن اور معاشرتی ترقی کے لیے بھی ہدایات دیتا ہے۔ قرآنی تعلیمات، احادیث نبوی، سیرت طیبہ اور دور صحابہ و تابعین سے سنہری اصول ملتے ہیں جو ریاست کے کثیر الجہتی معاملات میں راہ نمائی فراہم کرتے ہیں۔ ریاست پر ذمہ داری عائد کی

---

[3] الحاکم، محمد بن عبد اللہ (م ۴۰۵ھ) المستدرك على الصحيحين، كتاب الأحكام (بیروت: دار الکتب العلمیة الطبعة: الاولی، ۱۴۱۱ھ) ج ۴/ص ۱۰۴، حدیث نمبر ۷۰۲۳۔

[4] برھان فوري، علي بن حسام الدين (م ۹۷۵ھ) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الخلافة مع الامارة من قسم الأفعال، باب في الامارة وتوابعها من قسم الأفعال (مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، ۱۴۰۱ھ) ج ۵/ص ۷۶۱، حدیث نمبر ۱۴۳۰۶۔

گئی ہے کہ عہدے ایسے افراد کو سونپے جائیں جو نہ صرف ان عہدوں کے اہل ہوں بلکہ وہ اپنی صلاحیتوں سے ریاست کو فلاح کی معراج تک پہنچا سکتے ہوں۔

عہدہ داروں کے انتخاب کے لیے حضرت عمر چار صفات کو ضروری قرار دیتے تھے۔ مصنف عبد الرزاق میں ان کا قول ہے کہ :

"اس حکومت کے لائق صرف وہی شخص ہے جس میں چار خصلتیں ہوں۔ کمزور نہ ہو مگر نرم ہو، شدت ہو مگر سخت مزاجی نہ ہو، مال کو روکنے کی صلاحیت رکھتا ہو مگر بخیل نہ ہو اور سخاوت کا مالک ہو مگر اسراف نہ کرتا ہو۔ اگر ایک صفت بھی کم ہو گی تو باقی تین صفات فاسد ہو جائیں گی"[5]۔

حضرت عمر عہدہ داروں میں نرمی، دبدبہ، معاشی انتظام اور سخاوت جیسی صفات کو لازم قرار دیتے ہیں اور ان چاروں صفات کا بیک وقت موجود ہونا ضروری ہے۔ کسی ایک صفت کی کمی سے باقی صفات بھی متاثر ہوتی ہیں۔ یعنی وہ عہدہ کا اہل نہیں ہے۔

کنزالعمال کی ایک روایت میں حاکم کے لیے ضروری خصلتوں کے بارے میں ارشاد ہے کہ :

" عَلَى الوالي خَمْسُ خصالٍ: جَمْعُ الفَيْءِ من حَقِّه ووضْعُه في حَقِّه وأَنْ يستعينَ على أُمورِهم بخَيْرِ من يعلَمُ ولاَ يُجمرهم فيهلكَهم ولاَ يؤخِّر أَمْرَ يومٍ لغَدٍ "[6] حاکم پر پانچ باتیں ضروری ہیں۔ حق کے ساتھ غنیمت لے اور حق کے ساتھ ادا کرے، ان کے امور کا نگہبان ایسے شخص کو بنائے جو اچھی طرح ان کے امور کو جانتا ہو۔ ان کو کسی معرکہ میں محصور کر کے ختم نہ کر دے اور نہ ان کے آج کے کام کو کل پر چھوڑے۔

مذکورہ روایات میں ایک اچھے حکمران کی ذمہ داری بیان کی گئی ہے کہ وہ دیانت دار، اہل افراد کی تعیناتی کرنے والا، معاملہ فہم ہو۔ یہ بنیادی صفات میں جو کسی بھی حکمران یا آفیسر میں ضروری ہیں۔ ان روایات سے دور نبوی ﷺ اور دور صحابہ و تابعین کی منظر کشی ہوتی ہے کہ میرٹ کی پاس داری کا بہت خیال رکھا جاتا تھا اور ریاستی عہدے اہل ترین افراد کو سونپے جاتے تھے۔

ذیل میں عہدہ داروں کے انتخاب میں ان صفات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا عہدہ دار میں پایا جانا ضروری ہے۔

5۔ **الصنعانی، عبدالرزاق بن ہمام** (م۲۱۱ھ)، کتاب البيوع، باب كيف ينبغي للقاضي أن يكون؟، المصنف (المجلس العلمي، الهند، الطبعة: الثانية، ۱۴۰۳ھ) ج۸/ص۲۹۹، **حدیث نمبر** ۱۵۲۸۸۔

6۔ **کنزالعمال**، كتاب الإمارة والقضاء من قسم الأقوال، باب في الإمارة، ج۶/ص۴۷، **حدیث نمبر** ۱۴۷۸۹۔

2. اہلیت:

کسی فرد یا کمپنی کو عہدہ یا ذمہ داری سونپنے کا سب سے بنیادی معیار اہلیت ہے۔ قرآن و سنت میں ایک طرف تو اہل افراد کے انتخاب کو ضروری امر قرار دیتا ہے دوسری طرف منتخب فرد پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ اگر منتخب فرد کو اپنی نااہلی معلوم ہے تو وہ اپنا عہدہ چھوڑ دے۔

اہلیت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّه يأمركم أَنْ تَؤدُّوا الْأَمانات إلى أَهْلها وإذا حكمتم بين النَّاس أَنْ تحكُموا بالْعَدْل إنَّ اللَّه نعمَّا يعظُكُمْ به إنَّ اللَّه كَانَ سميعا بصيرا "[7] بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچادو امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بیشک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں ریاست کے لیے تعلیم ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کی جائیں۔ ان امانتوں میں ریاستی عہدے بھی شامل ہیں جو ان کے بارے میں اہلیت رکھنے والے افراد کو سپرد کیے جائیں۔

نااہل افراد کا اگر مختلف عہدوں پر انتخاب ہو گا تو اس سے معاشرہ تباہ ہو جائے گا اور وہ قیامت کا منظر پیش کرنے لگے گا۔

اسی سے متعلق ایک روایت ہے:

إِذَا تَوسَّدَ الْأَمْرَ غَيْرَ أَهْله، فَانْتَظِر السَّاعَةَ جب معاملات نااہلوں کو دیئے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو[8]۔

اگر کسی آدمی کو کوئی عہدہ سپرد کیا گیا ہے اور اس کو علم ہے کہ وہ اس عہدہ کی اہلیت نہیں رکھتا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس عہدہ کو فوری طور پر چھوڑ دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کے لیے وعید ہے کہ:

"من تولّى عملاً وهو يعلم أنّه ليس لذلك العمل بأهل فليتبوأ مقعده من النّار" [9] جو کسی منصب پر تعینات ہوا اور اس کو علم ہے کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

7۔ النساء:۵۸

8۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم (قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی، ط۲، ۱۹۶۱ء) ج۱/ص ۱۴، حدیث نمبر ۵۷۔

اس روایت میں اخلاقی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تقرری کرنے والے فرد یا بورڈ سے غلطی ہوئی جس کا احساس عہدہ دار کو بعد میں ہوا کہ وہ اس مقام و مرتبہ کا اہل نہیں ہے تو دیانت داری کا تقاضا یہ ہے وہ اس عہدہ کو چھوڑ دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ریاستی امور میں آسانی کو اسلام نے اتنا ملحوظ رکھا ہے کہ اولین طور پر ریاست کو ذمہ داری دی ہے کہ وہ اہل افراد کو تعینات کریں۔ اگر کسی وجہ سے کسی نااہل کو عہدہ مل گیا تو نااہلی کے باوجود اس عہدہ کو اپنے پاس رکھنا دنیا میں بھی ذلت کا باعث ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے جہنم کی وعید ہے۔

مسند رویانی میں حضرت بریدہ سے نااہل قاضی کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد ہے: "الْقَضَاةُ ثَلَاثَةٌ: قَاضِيَانِ فِي النَّارِ وَقَاضٍ فِي الْجَنَّةِ، قَاضٍ قَضَى بِغَيْرِ حَقٍّ وَهُوَ يَعْلَمُ؛ فَذَاكَ فِي النَّارِ، وَقَاضٍ قَضَى وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَأَهْلَكَ حُقُوقًا؛ فَذَاكَ فِي النَّارِ، وَقَاضٍ قَضَى بِالْحَقِّ؛ فَذَاكَ فِي الْجَنَّةِ "[10] ''قاضی تین اقسام کے ہیں دو جہنمی ہیں اور ایک جنتی ہے۔ وہ قاضی جس نے علم ہونے کے باوجود ناحق فیصلہ کیا وہ جہنمی ہے اور وہ قاضی جس نے فیصلہ کیا اور اس کے بارے میں وہ نہیں جانتا اور اس نے حق تلفی کی تو یہ بھی جہنمی ہے اور وہ قاضی جس نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا وہ جنتی ہے''۔

جج اگر جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرتا ہے یا نااہلی کی بناء پر غلط فیصلہ کرتا ہے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نااہل عہدہ دار کے لیے بہت سخت وعیدات وارد ہوئی ہیں۔

مذکورہ نصوص سے معلوم ہوتا کہ عہدہ داروں کے انتخاب کے معیار میں سب سے بنیادی وصف ان کی اس عہدہ کے لیے اہلیت ہے۔ اہل افراد کے تقرر سے ہی ریاست ترقی کرتی ہے اور ادارے مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر اعلیٰ مناصب پر نااہل افراد ہوں گے تو ریاست قیامت کا منظر پیش کرنے لگے گی۔ اس لیے لازم ہے کہ ریاست اس بنیادی شرط پر کوئی سمجھوتہ نہ کرے اور افراد کا چناؤ اہلیت کی بنیاد پر کرے۔

3. دیانت داری:

عہدہ داروں کے انتخاب میں دیانت داری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ وہ اپنی تنخواہ اور مقررہ سہولیات سے زائد کو استعمال نہ کرے ورنہ زیادہ مال اس کے لیے ناجائز ہے۔

9۔ الرّویانی، محمد بن ھارون (م ۳۰۷ھ)، مسند، باب ما روى أبو بردة بن أبي موسى عن أبيه (مؤسسة قرطبة، القاهرة، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۶ھ) ج ۱/ص ۳۲۶، حدیث نمبر ۴۹۵-

10۔ مسند الرویانی، باب ابن بريدة عن أبيه، ج ۱/ص ۹۴، حدیث نمبر ٦٦-

سنن ابی داود میں آپ ﷺ کا ارشاد موجود ہے کہ :"مَن استعملْناہ علی عمل فرزقناہ رزقًا فما أخذ بعد ذلك فهو غلولٌ"[11] "ہم نے جس کو بھی کسی کام پر مامور کیا تو اس کی تنخواہ مقرر کی ہے پھر جو کچھ وہ اس تنخواہ سے زائد حاصل کرے وہ خیانت ہے"۔

خیانت کا وبال بہت بڑا ہے خواہ چھوٹی چیز کی خیانت ہو یا بڑی چیز کی۔ قیامت کے دن یہ باعث شرم وعار ہو گی اور جہنم میں داخلے کا باعث ہو گی۔ خیانت والی چیز کا قیامت کے دن مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ واپس لوٹائی جائے۔ خائن کو سپورٹ کرنا بھی خیانت کے زمرے میں آتی ہے۔

عصر حاضر میں عہدہ داروں کے چناو میں اس صفت کا لحاظ انتہائی ضروری ہے کہ وہ خائن لوگوں کی معاونت نہ کریں۔ اگر آفیسران اور عوامی نمائندوں میں دیانت داری کی صفت بدرجہ اتم موجود ہو گی تو ملک و قوم تیزی سے ترقی کی جانب گامزن ہو گی، رعایا میں انصاف ہو گا، مظلوم کی دادرسی ہو گی اور اتحاد و امن کی فضا قائم ہو گی۔

4. امانت داری:

قرآن کریم میں امانت داری کو مومنین کی ایک صفت قرار دیا گیا ہے۔ عہدہ داروں کے انتخاب میں امیدوار کی امانت داری کو ملحوظ رکھنا قومی و عوامی مفادات کے لیے ضروری ہے۔

"والّذين هم لأماناتهم وعهدهم راعونَ" [12] اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاس داری کرتے ہیں۔

ادائے امانت انبیاء کرام کی صفت ہے اور امانت کے ضیاع کو قیامت کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح خیانت کو منافق کی ایک نشانی قرار دیا گیا ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ امانت دار کے لیے فضیلت ہے کہ اس کو صدقہ کرنے والے کی طرح اجر ملتا ہے۔

عہدے امانت ہیں۔ ان کی ذمہ داریاں پوری کرنا ضروری ہے۔ احساس ذمہ داری نہ ہونے کی وجہ سے قیامت کے دن یہ وبال اور شرمندگی کا باعث ہوں گے۔ موجودہ دور میں آفیسرز کے انتخاب میں اس صفت کا لحاظ ضروری ہے۔ جب احساس ذمہ داری موجود ہو گا اور عہدہ دار اپنے کام کو عبادت سمجھ کر کریں گے تو سائلین کے کام بلا رکاوٹ ہوں گے اور قومی و ملکی فلاح و بہبود میں بہتری آئے گی۔

11۔ أبو داود، سليمان بن الأشعث (المتوفى٢٧٥ھ)، السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في أرزاق العمال (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک) ج۲/ص۵۲، حدیث نمبر ۲۵۵۴۔

12۔ المؤمنون:۸

5. انصاف کرنے والا:

عہدہ داروں کے انتخاب میں امیدوار کے منصف ہونے کو ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

اسی کے متعلق مسند احمد میں ارشاد ہے: "لَيس منْ والِي أُمَّة، قَلَّت أَوْ كَثُرت، لَا يعْدلُ فيها، إلَّا كَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهه فِي النَّار"[13] "کسی بھی چھوٹی یا بڑی امت کا حاکم جو عدل نہ کرے گا اللہ اس کو مُنہ کے بل جہنم میں گرا دے گا"۔

عہدہ دار خواہ کم لوگوں پر نگران ہے یا زیادہ لوگوں پر، اس پر ان کے درمیان عدل کرنا ضروری ہے۔ عدل نہ کرنے پر اس کے لیے انتہائی سخت وعید ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

انصاف کرنے والا حاکم قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے میں ہوگا۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرا دینے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں اور اللہ تعالیٰ کی دائیں طرف ہوں گے جو اپنے اہل اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے
والے ہوں گے۔ منصف حاکم مستجاب الدعوات ہوتا ہے اس کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

آپ ﷺ کی حیات عدل و انصاف سے عبارت ہے۔ رشتہ دار و غیر رشتہ دار، مسلم و غیر مسلم، امیر و غریب، طاقت ور و کمزور کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ کفار کے ساتھ انصاف کے کئی واقعات موجود ہیں۔

عصر حاضر میں عدل و انصاف کی صفت سے متصف عہدہ داروں کا انتخاب کر کے معاشرہ میں عدل و انصاف کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ قرآنی تعلیمات میں بھی عدل و انصاف کو ہر حال میں ملحوظ رکھنے کا حکم ہے خواہ اپنے رشتہ دار اس کی زد میں آتے ہوں یا اس سے دشمنوں کو کوئی فائدہ پہنچتا ہو۔

6. غصہ پر قابو پانے والا ہو:

عہدہ داروں کے انتخاب میں امیدوار کی نفسیات کو ملحوظ رکھنا قومی و عوامی مفادات کے لیے ضروری ہے۔

اسی سے متعلق کنز العمال ایک روایت ہے کہ

"مَا منْ إمَام يعْفُو عنْدَ الْغَضَب إلاَّ عَفَا الله عنْهُ يوْمَ الْقيَامَة" [14] "جو حاکم غضب کے وقت در گزر سے کام لے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے در گزر کرے گا"۔

---

[13]۔ ابن حنبل، أحمد بن محمد (م ۲۴۱ ھ)، مسند، كتاب أول مسند البصريين، باب أول مسند البصريين، (مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى بيروت، ۱۴۲۱ھ) ج ۳۳/ص ۴۰۹، حدیث نمبر ۲۰۲۹۰۔

عہدہ دار اپنے غصہ کو کنٹرول کرے اور اس کا یہ عمل اس کے لیے قیامت کے دن معافی کا باعث ہوگا۔اس کے معاشرتی اثرات بھی بہت نمایاں ہوگے جس سے امن واتحاد کی فضا قائم ہوگی۔

ملازمین و آفیسرز کے انتخاب میں ان کی نفسیات کو پرکھنا بھی ضروری ہے۔ وہ اپنے رفقاء کار، ماتحتوں اور سائلین کے ساتھ خواہ مخواہ نہ الجھیں اور نہ ہی غصہ میں آکر ان کے لیے رکاوٹیں پیدا کریں۔

7. ٹال مٹول نہ کرنے والا:

عہدہ دار میں اس صفت کا ہونا ضرورہ ہے کہ وہ عوامی کاموں میں تاخیر نہ کرے کیونکہ اس سے ان کے حقوق ضائع ہوتے ہیں۔

کنزالعمال کی ایک روایت میں حکمران کی ایک خصوصیت مذکور ہے کہ: وَلَا یُؤَخِّرُ أَمْرَ یَوْمٍ لِغَدٍ [15]"اور نہ ان کے آج کے کام کو کل پر چھوڑے"۔

عہدہ دار سائلین کے کاموں میں بلاوجہ تاخیر نہ کرے بلکہ ان کو فوری طور پر سرانجام دینے کی کوشش کرے۔ کاموں میں بلاوجہ تاخیر کرنا رشوت کے حصول کے لیے، ذاتی رنجش کی بناء پر یا احساس ذمہ داری میں کوتاہی کی بناء ہوتا ہے۔ کاموں میں بلاوجہ تاخیر سے نہ صرف سائلین کو مشقت اٹھانا پڑتی ہے بلکہ معاشرتی بے چینی جنم لیتی ہے جس سے قومی ہم آہنگی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔

عہدہ داروں میں احساس ذمہ داری اور بے لوث خدمت کا جذبہ ضروری ہے۔ قوموں کی ترقی و تنزلی میں اس احساس وجذبہ کا بہت بڑا داخل ہے۔

8. ماتحت ملازمین کی استطاعت کا خیال رکھنے والا ہو:

عہدہ داروں کے انتخاب میں امیدوار میں اپنے ماتحت ملازمین کی استطاعت کو ملحوظ رکھنا، اداروں کے ملازمین میں اخوت اور کام کے معیار کو بہتر بنانے کی صلاحیت ضروری ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ" [16]

14۔ کنزالعمال، کتاب الإمارة والقضاء من قسم الأقوال، باب في الإمارة، ج۶/ص۸۸، حدیث نمبر ۱۴۹۶۸-

15۔ کنزالعمال، کتاب الإمارة والقضاء من قسم الأقوال، باب في الإمارة، ج۶/ص۴۷، حدیث نمبر ۱۴۷۸۹-

16۔ مسلم، مسلم بن الحجاج (المتوفي ۲۶۱ھ)، الجامع الصحيح، كتاب الأيمان، باب إطعام المملوك ممّا يأكل وإلباسه ممّا يلبس ولا يكلّفه ما يغلبه (قدیمي کتب خانه مقابل آرام باغ کراچي، ط۲، ۱۹۵۶ء) ج۲/ص۵۲، حدیث نمبر ۳۱۴۱-

"خادم کو کھانااور کپڑا دو اور اس کی طاقت سے زیادہ کسی عمل کا اسے مکلف نہ بناؤ"۔

ماتحت ملازمین کی استطاعت اور ان کی ضرورت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ان سے ان کی استعداد کے مطابق کام لیا جائے اور ان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

خادم کو کوئی ایسا کام سپرد کیا گیا ہے جس کی اس میں طاقت نہیں ہے تو اس کام میں اس کی معاونت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کاموں میں خود شریک

ہوتے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر کا موقع ہو یا غزوہ خندق کا موقع ہو، اجتماعی کام ہو یا گھریلو، رسول اللہ ﷺ امور کی انجام دہی میں شرکت و معاونت فرماتے تھے۔

عہدہ داران کے ضروری اوصاف میں یہ بھی ہے کہ ماتحت افراد کی استطاعت کا خیال رکھنا اور خود ان کی معاونت کرنے کا جذبہ بھی شامل ہے۔اس سے ایک طرف اعلیٰ وادنی کا فرق ختم ہوتا ہے دوسری جانب اتحاد اور اخوت کی فضا قائم ہوتی ہے۔

9. بدگمانی نہ کرنے والا ہو:

عہدہ داروں کے انتخاب میں امیدوار کی نفسیات کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔وہ عوام اور ماتحت ملازمین کے بارے میں بدگمانی رکھنے والا نہ ہو۔اسی سے متعلق المعجم الکبیر میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "لَا تُفَتِّشُوا النَّاسَ فَتُفْسِدُوهُمْ"[17] "لوگوں کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو ورنہ ان کو بگاڑ دوگے"۔

سنن ابی دَاود کی ایک روایت میں اسی سے متعلق یوں ارشاد ہے: "إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ "[18] "حاکم جب لوگوں پر شک وشبہ کرنے لگ جائے گا تو ان کو خراب اَور تباہ کردے گا"۔

مذکورہ روایات میں ایک اہم صفت کا تذکرہ ہے جس کا عہدہ دار میں ہونا ضروری ہے۔ وہ لوگوں کے بارے میں بدگمانی نہ رکھے اور ان کی جاسوسی نہ کرے کیونکہ اس کا یہ عمل معاشرہ کے امن وامان کو تباہ کردے گا۔اس لیے امن وامان اور معاشرتی فلاح کے لیے ضروری ہے کہ حکمران یا عہدہ دار اپنی رعایا کے بارے میں نیک گمان رکھے اور ان پر اعتماد کرے جب تک کہ کوئی غلط بات یا عمل سامنے نہ آجائے۔

---

[17]۔ الطبرانی، سلیمان بن أحمد (م ۳۶۰ھ)، المعجم الكبير، باب الميم، أبو الدّرداء، عن معاوية رضي الله عنهما (مكتبة ابن تيمية، القاهرة، الطبعة: الثانية) ج۱۹/ص۳۱۱، حدیث نمبر ۷۰۲۔

[18]۔ سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب في النّهي عن التّجسس، ج۲/ص۳۱۴، حدیث نمبر ۴۲۴۵۔

10. اقرباء پرور نہ ہو:

عہدہ داروں پر لازم ہے کہ وہ اقرباء پروری نہ کرے۔

مسند البزار میں فرمان نبوی ہے: "من وليَ ذَا قَرَابَة لَه مُحابَاةً لَم يرح رَائحَةَ الجَنَّة" [19] ”جس نے کسی قرابت دار کو پسندیدگی کی بنیاد پر عہدہ دیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا“۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ کچھ لونڈیاں قید ہو کر آئیں تو معلوم ہونے پر حضرت فاطمہ گھریلو کام کاج کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک خادمہ مانگنے کے لیے تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ رات میں حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے طلب کیا اس سے بہتر چیز بتلاتا ہوں کہ جب تم سونے لگو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔ اور یہ دعا ان تمام چیزوں سے زیادہ اچھی ہے جس کی تم خواہش کرتے ہو۔

قرابت داری کی بناء پر کوئی امتیاز اسلام میں روا نہیں ہے۔ مذکورہ اسلامی روایت کو اپنا کر بہت سارے قومی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

11. میرٹ کو ملحوظ رکھنے والا ہو:

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد منتخب کرے جو میرٹ کو ملحوظ رکھیں۔

مستدرک حاکم میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "من استعمل رجلًا من عصابة وفي تلْكَ الْعصابَة من هو أَرضى للّه منْهُ فقَدْ خانَ اللّهَ وخانَ رسولَه وخانَ الْمُؤْمنينَ" [20] ”جس نے کسی گروہ میں سے ایک شخص کو حاکم بنایا جب کہ انہیں میں ایسا شخص بھی تھا جو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والا تھا تو اس انتخاب کرنے والے نے اللہ، اس کے رسول اور مومنین سے خیانت کی“۔

مذکورہ روایت میں میرٹ کی خلاف ورزی کو اللہ، رسول اور مسلمانوں سے خیانت قرار دیا ہے۔ انتخاب کرنے والی کمیٹی ایسے افراد کو منتخب کرے جو ہر کام میں میرٹ کو ملحوظ رکھیں۔ اگر عہدہ داروں کی تقرری میرٹ پر

19۔ البزار، أحمد بن عمرو (۲۹۲ھ)، مسند، ما روى محمد بن أبي بكر، عن أبيه أبي بكر (مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ۲۰۰۹م) ج ۱/ص ۱۸۰، حدیث نمبر ۱۰۱۔

20۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، ج ۴/ص ۱۰۴، حدیث نمبر ۷۰۲۳۔

نہیں ہو گی تو اس سے معاشرتی انتشار ہو گا۔ اداروں میں ٹیم ورک متاثر ہو گا اور امیدواروں میں ملکی نظام کے خلاف نفرت پیدا ہو گی۔ قومی ترقی کے لیے لازم ہے کہ عہدہ داروں کے انتخاب کے لیے میرٹ کی پاس داری کی جائے تاکہ معاشرہ درست سمت میں اپنا سفر جاری رکھ سکے۔

12. مشورہ کرنے والا ہو:

عہدہ داروں کے انتخاب میں امیدوار میں مشاورت کی صفت کا پایا جانا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اہم معاملات میں مشاورت فرمایا کرتے تھے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے: "وشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" [21] "کہ آپ ان سے مشورہ لیں معاملہ میں"۔

مشاورت سے بہتر پہلو سامنے آجاتا ہے۔۔ غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے صحابہ سے دشمن سے مقابلہ کے بارے میں مشورہ کیا۔ غزوہ احد میں بھی مشاورت فرمائی۔ اسی طرح غزوہ خندق میں مشاورت فرمائی۔ حضرت سلمان فارسی کے مشورہ کی روشنی میں خندق کھودی گئی جس سے مدینہ کا دفاع ناقابل تسخیر ہو گیا۔

عہدہ داروں میں اس صفت سے قومی اور بین الاقوامی مسائل کو بہتر طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے اور اداروں کی استعداد کار میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ معاملات میں مشاورت ضروری ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے تو اس سے تائید و نصرت الٰہی ریاستی امور میں شامل رہتی ہے۔

13. اجتہادی بصیرت کا حامل ہو:

عہدہ داروں کے انتخاب میں ان کی اجتہادی صلاحیت، قوت فیصلہ اور قوت استدلال کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ ہر ادارہ کے اصول و ضوابط اور قوانین کا ایک دائرہ ہوتا ہے جن کی تشریح و تعبیر عہدہ دار کی صوابدید پر ہوتی ہے۔ اسی طرح کئی امور ایسے بھی درپیش ہوتے ہیں جن کے بارے میں ملکی قوانین راہ نمائی فراہم نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں فیصلہ بھی عام طور پر عہدہ دار کے ذمہ ہوتا ہے۔ صوابدیدی اختیارات کا درست سمت میں استعمال بھی صاحب الرائے عہدہ دار ہی کر سکتا ہے۔

سنن ترمذی میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے معاذ بن جبل کی اجتہادی صلاحیت کو پرکھا[22]

---

[21]۔ آل عمران: ۱۵۹

[22]۔ ترمذي، محمد بن عيسي، السنن، كتاب الأحكام عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، باب ما جاء في القاضي كيف يقضي، ج ۱/ص ۲۴۷، حدیث نمبر ۱۲۴۹-

اجتہادی بصیرت سے فیصلہ کرنے کی آپ ﷺ نے تحسین فرمائی ہے۔ذاتی رائے رکھنے والے عہدہ دار دوسرے اداروں کے لیے بوجھ کا باعث نہیں بنتے اور عوام کے لیے ان کی اس بصیرت سے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اداروں کے کئی امور ایسے ہوتے ہیں جن سے متعلق کوئی واضح پالیسی موجود نہیں ہوتی تو اس صورت میں ذاتی رائے نہ رکھنے والوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ضرورت اس امر کی عہدہ داروں میں ان کی قوت فیصلہ اور ذاتی رائے کو بھی جانچا جائے تاکہ اداروں میں سائلین اور رفقاء کار کو آسانی ہو اور ایک ادارے کا بوجھ دوسرے ادارے پر نہ پڑے۔

14. خیر خواہ ہو:

خیر خواہی کا وصف انتخاب میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں دین کو اللہ تعالیٰ،اس کی کتاب،اس کے رسول، ائمہ اور مسلمانوں کی خیر خواہی قرار دیا گیا ہے [23]۔

دین درحقیقت اللہ، رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی ہے۔بدخواہی سے معاشرہ میں انتشار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ خیر خواہی دوسرے کے لیے اخلاص نیت سے کام کرنا، نقصان سے بچانا اور اس کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ جب دوسروں کے لیے خیر خواہی کے جذبات پیدا ہوں گے تو بہت سے معاشرتی مسائل حل ہوں گے۔

عہدہ داروں میں اس صفت کو ملحوظ رکھ کر معاشرتی استحکام پیدا کیا جا سکتا ہے۔ معاشرتی عدم استحکام میں بدخواہی اور بددیانتی کو بہت بڑا دخل ہے۔اگر اداروں میں افراد کے آپس میں خیر خواہی اور دوسروں کو نقصان سے بچانے کے جذبات ہوں گے تو قومی استحکام کبھی کمزور نہیں ہو سکتا۔

15. عوام کے ساتھ نرم برتاو کرنے والا ہو:

عہدہ دار میں نرمی کی صفت ہونا ضروری ہے۔نرمی معاملات میں حسن پیدا کرتی اور سختی معمولی نوعیت کے امور میں عیب پیدا کر دیتی ہے۔

امور میں نرمی سے متعلق مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کی دعا منقول ہے: "اللَّهمَّ من رفَق بأُمَّتي فَارفُق به، ومن شَقَّ علَيْهم فَشَقَّ علَيْه" [24] ''اے اللہ! جو میری امت پر نرمی کرے تو اس پر نرمی فرما اور جو سختی کرے تو اس پر سختی فرما''۔

23۔ **صحیح مسلم**، كتاب الإيمان، باب بيان أنّ الدّين النّصيحة،**ج۱/ص۵۴،حدیث نمبر ۸۲**-

اس روایت میں رعایا پر نرمی کرنے والے شخص کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی نرمی فرمائے اور رعایا پر سختی کرنے والے کے متعلق بد دعا ہے کہ اللہ بھی اس پر سختی فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی نرمی سے عبارت ہے۔ اپنے دشمنوں کے ساتھ نرمی، قیدیوں کے ساتھ نرمی، غلاموں اور خدام کے ساتھ نرمی، بچوں اور خواتین کے ساتھ نرمی، معاہدات میں نرمی، صلح کی خاطر نرمی، امن کی خاطر نرمی غرض ہر معاملہ میں آپ ﷺ نرمی کا معاملہ کرتے۔

عہدہ داروں میں نرمی کا وصف ریاستی امور میں نہ صرف خوبصورتی پیدا کرے گا بلکہ رعایا میں اخوت، بھائی چارہ کے جذبات پیدا ہوں گے۔ اس نرمی کی بدولت تعصبات اور دشمنی کا خاتمہ ہوگا اور ملکی و قومی امن و سلامتی قائم ہو گی۔

16. سائلین کو اپنے برابر سمجھنے والا ہو:

عہدہ دار میں اس صفت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ خیر خواہی میں افراد کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو وہ اپنی ذات کے ساتھ کرتا ہے۔

اسی کے بارے میں المعجم الصغیر طبرانی میں روایت ہے: " أَيُّمَا وَالٍ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ،فَلَمْ يَنْصَحْ لَهُمْ،وَلَمْ يَجْهَدْ لَهُمْ لِنُصْحِهِ وَجَهْدِهِ لِنَفْسِهِ كَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ"[25] "جو شخص میری امت کے کسی امر کا والی بنے لیکن اس کے لئے خیر خواہی کا جذبہ نہ رکھے اور ان کے لیے ایسی کوشش نہ کرے جیسی وہ اپنے لئے کرتا ہے اور اپنے لئے خیر خواہی رکھتا ہے تو اللہ تعالی قیامت کے روز وقت منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا"۔

جو عہدہ دار دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کا وہی جذبہ نہیں رکھتا جو اپنے ساتھ رکھتا ہے ہے تو اس کے لئے یہ وعید ہے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اسلام میں دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کے عمل کی بہت اہمیت ہے۔

---

[24]۔ *مسند أحمد*،الملحق المستدرك من مسند الأنصار بقية خامس عشر الأنصار، مسند الصدّيقة عائشة بنت الصدّيق رضي الله عنها،ج۴۰/ص۳۹۳،حدیث نمبر۲۴۳۳۷-

[25]۔ الطبراني، سليمان بن أحمد (م ۳۶۰ ھ)، المعجم الصغير، باب الزاي، من اسمه الزبير (بيروت: المكتب الإسلامي، الطبعة: الأولى،۱۴۰۵ھ)ج۱/ص۲۸۲،حدیث نمبر۴۶۵-

اس طرز عمل کی بدولت ریاست اور رعایا کا ایک دوسرے پر اعتماد زیادہ ہوگا۔ ریاست رعایا کے ساتھ خیر خواہی کرے گی تو رعایا بھی ریاست کے لیے خیر خواہی کرے گی اور امن وامان کی فضا قائم ہوگی۔

17. سائلین پر اپنے دروازے بند نہ کرے:

عہدہ دار سائلین پر اپنے دروازے بند نہ کرے۔ ان کی جائز ضروریات کے لیے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھے۔

سنن ترمذی میں ارشاد ہے: "ما مِنْ إمَامٍ يُغْلِقُ بابه دونَ ذَوِي الْحَاجَةِ والْخَلَّةِ والْمسكَنَةِ إلَّا أَغْلَقَ اللَّه أَبواب السَّمَاءِ دونَ خلَّته وحاجته ومسكَنته"[26] "جو حکمران یاوالی ضرورت مندوں، فقیروں اور مسکینوں کے سامنے اپنے دروازے بند رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں اور فقر و مسکنت کے سامنے آسمان کے دروازے بند کردیتا ہے"۔

اس روایت میں اس حکمران یا عہدہ دار کے لئے وعید ہے کہ جو فقیروں، مسکینوں اور ضرورت مندوں پر اپنے دروازے بند رکھتا ہے ایسے شخص کی ضروریات کے لئے اللہ تعالی بھی آسمان کے دروازے بند فرمادیتا ہے۔

عہدہ دار ہمہ وقت عوامی خدمت کے لیے تیار رہیں۔ ٹال مٹول سے کام نہ لیں اور سائلین پر اپنے دروازے بند نہ کریں۔ عہدہ داروں میں جب یہ جذبات پیدا ہوں گے تو فلاحی ریاست کا خواب جلد شرمندہ تعبیر ہوگا اور رعایا کو امن کے ساتھ ساتھ پرسکون زندگی میسر ہوگی۔

18. خوش خبری سنانے والا اور آسانیاں کرنے والا ہو:

عہدہ دار عوام اور اپنے ماتحتوں کو خوش خبریاں سنانے والا ہو اور ان پر آسانیاں کرنے والا ہو۔ یہ خوش خبری حقیقت پر مبنی ہو۔

صحیح بخاری میں روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ اور ابو موسی اشعری کو یمن کی طرف بھیجا تو ان آسانیاں پیدا کرنے اور ان کو متحد رکھنے کی خاص تاکید فرمائی[27]۔

26۔ سنن ترمذی، كتاب الأحكام عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، باب ما جاء في إمام الرعية، ج۱/ص۲۴۸، حدیث نمبر ۱۲۵۳۔

27۔ صحیح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب وعقوبة من عصى إمامه، ج۱/ص۴۲۶، حدیث نمبر ۲۸۱۱۔

عوام کو نفسیاتی طور پر بھی مطمئن رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان کو ہر وقت بری خبریں سنائی جائیں گی اور سنسنی پھیلائی جائے گی تو یہ امر ریاست کے استحکام میں خلل کا باعث ہے۔ رعایا کو حقیقت پر مبنی خوش خبری سنائی جائے اور بری خبروں کی تشہیر سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔ اسی طرح ان کو ہر معاملہ میں آسانی فراہم کی جائے اور عوامی امور کے حل کا طریقہ کار انتہائی سادہ ہو، زبان بالکل سادہ ہو تاکہ رعایا پر خواہ مخواہ کا بوجھ نہ ہو اور ان کا سرمایہ غیر ضروری امور میں خرچ نہ ہو۔

خلاصہ کلام:

قرآن وسنت اور سیرت طیبہ سے عہدہ دار کے انتخاب کے لیے جو معیار معلوم ہوتا ہے اس میں امیدوار میں اہلیت، دیانت داری، انصاف پسندی، غصہ پر قابو پانے کی صلاحیت، خیر خواہی، ماتحت ملازمین کے ساتھ حسن سلوک اور اعتماد، میرٹ کا لحاظ، مشاورت، اجتہادی بصیرت، سائلین سے برابری اور عوام کے ساتھ نرم برتاو جیسی صفات کا ہونا ضروری ہے۔ وہ سائلین پر اپنے دروازے بند نہ کرے، خوش خبری سنانے والا اور آسانیاں کرنے والا ہو۔

عہدہ داروں کے انتخاب میں مذکورہ صفات کو ملحوظ رکھ کر بہت سے معاشرتی، معاشی، سیاسی، قومی اور بین الاقوامی مسائل حل کیا جاسکتا ہے اور وطن عزیز پاکستان کو ترقی کی منازل پر پہنچایا جاسکتا ہے۔ انتخاب کے طریقہ کار کو شفاف بنایا جائے اور ہر سطح پر میرٹ کو ملحوظ رکھا جائے۔ اگر افراد کا تقرر میرٹ پر ہو خواہ بڑا عہدہ ہے یا چھوٹا عہدہ ہے تو جہاں کسی ادارے کے امور آسانی سے سرانجام پائیں گے وہیں دیگر اداروں کے لیے آسانیاں ہوں گی۔ جب کسی بھی ادارہ میں نااہل افراد کی تقرری ہوتی ہے تو نہ صرف کاموں میں تاخیر ہوتی ہے بلکہ ان کے کام کا بوجھ ان کے رفقائے کار اور دیگر اداروں پر آتا ہے۔ نااہل افراد سے عوامی اور ریاستی امور میں تاخیر ہوتی ہے جس کے نقصان سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔

تجاویز وسفارشات:

1. امیدوار کی اہلیت اور اخلاقی صفات کو انتخاب میں اولین معیار کا درجہ دیا جائے۔
2. عہدے ان افراد کے سپرد کیے جائیں جو سیاسی، مسلکی، قبائلی اور علاقائی وابستگی سے بالاتر ہوں۔
3. عہدہ داروں میں خیر خواہی کی صفت کو جانچا جائے۔

4. عہدہ داروں کی نفسیات کا جانچا جائے۔

5. عہدہ داروں میں معاملہ فہمی، اجتہادی بصیرت کو جانچا جائے۔

6. عہدہ داروں کے چناو کے لیے ملازمتوں کے اشتہار اور اپلائی کے طریقہ کار کو تبدیل کیا جائے اور ریاست ایسے افراد کو خود تلاش کرے جو عہدہ کی اہلیت رکھتے ہیں۔

7. کسی بھی عہدہ کے لیے درخواست کی فیس کو بالکل ختم کر دیا جائے تا کہ اس کے لیے وہ امیدوار بھی درخواست دے سکے جو مالی طور پر مستحکم نہیں ہے۔

8. تعلیم کو یکساں و مفت کیا جائے اور علاج معالجہ کو بھی مفت، معیاری اور سہولیات سے آراستہ کیا جائے تا کہ اخراجات پورے کرنے کے لیے کرپشن کا راستہ بند ہو۔

9. نصاب میں سیرت النبی ﷺ اور علوم اسلامیہ کے موضوعاتی مطالعہ کو شامل کیا جائے۔